مرثیہ

اسلام اور مزدور

خطیب اکبر لسان الشعراء مولانا سید اولاد حسین شاعرؔ اجتہادی

(۱)

فاقہ کش بھی تھے نبیؑ، فاتح و منصور بھی تھے
عزتِ خاک بھی تھے، مطلعِ وَالنّور بھی تھے
ان کے گھر دولتِ کونین سے معمور بھی تھے
حق کے محبوب بھی تھے، خلق کے مزدور بھی تھے
ہو اشارہ تو قمر شق ہو رسالت ایسی
سنگ خندق سے اٹھاتے ہیں مشقت ایسی

(۲)

کاٹتے جاتے ہیں خندق میں زمینوں کے طبق
رنگِ رخسار کہ کھلتے ہوئے لالے کا ورق
بے کتاب اہل عمل کے لئے محنت کا سبق
ختم تھا عزتِ مزدور کا ماتھے کا عرق
تھا یہ مقصد کہ عرق میں سر و سینہ ڈوبے
پر نہ مزدور کا دنیا میں سفینہ ڈوبے

(۳)

ہے وہ جھوٹا جو نبی جابر و مغرور بنے
لطف تو یہ ہے کہ محتاج ہو، منصور بنے
اس لئے وقف عمل سرور جمہور بنے
تاج خود پھینک کے سلطان بھی مزدور بنے
اہل سرمایہ نہیں ہوتے ہیں جراروں میں
دم ہے مزدور کا چلتی ہوئی تلواروں میں

(۴)

سیم و زر کان سے لایا ہوا مزدور کا ہے
ہیرا پتھر تھا، بنایا ہوا مزدور کا ہے
نقدِ اقبال لٹایا ہوا مزدور کا ہے
تخت طاؤس بچھایا ہوا مزدور کا ہے
بادشہ کون سا اس ذات کا محتاج نہیں
خونِ مزدور ہے، یہ لعلِ سرتاج نہیں

(۵)

شب ہجرت تھی بھلا کس شہ مغرور کی رات
کس کے دم سے شبِ معراج ہوئی نور کی رات
وہ جو مشہور چمکتی ہوئی ہے طور کی رات
گلہ بانی کی قسم، وہ بھی تھی مزدور کی رات
شاخ کو سانپ بنانا ہوا طے راتوں میں
باتیں تھیں صنعت و حرفت کی ملاقاتوں میں

(۶)

بھانپ اور برق کی دنیا کو بسایا کس نے
زور سے سینے کے کشتی کو چلایا کس نے
راستہ اہل تجارت کو بتایا کس نے
ڈھیر سرمائے کا ڈیوڑھی پہ لگایا کس نے
کس کا لایا ہوا یہ مال ہے بازاروں کا
نام ہے اہل دول کس کے نمک خاروں کا

(۷)

ایک گلدستہ چمن محفل مزدور کا ہے
پیکر شمع میں شعلہ دل مزدور کا ہے
شہر اک نقشِ قدم منزلِ مزدور کا ہے
جام جمشید کا سانچہ گلِ مزدور کا ہے
صاف بتلاتا ہے صناع کا برتر ہونا
آئینہ ساز کا دنیا میں سکندر ہونا

(۸)

آپ صیاد بھی مزدور ہے، نخچیر بھی ہے
وارثِ طبل و علم صاحب شمشیر بھی ہے
سیکڑوں رنگ سے رنگیں خط تقدیر بھی ہے
خودمصور بھی ہے، صورت بھی ہے، تصویر بھی ہے
حاصل دشت و جبل حاصلِ دریا اس کا
آئینہ خانہ میں ہر سمت ہے جلوہ اس کا

(۹)

اخترِ صبح! حشم اخترِ مزدور کا ہے
نیزا چھوٹا سا قلم دفتر مزدور کا ہے
درفش ایراں کا علم لشکر مزور کا ہے
قتلِ ضحاک، کرم خنجر مزدور کا ہے
انقلاباتِ زمانہ کو دگرگوں کر دے
دستِ مزدور جسے چاہے فریدوں کردے

(۱۰)

برسوں آدمؑ نے زمینوں پہ زراعت کی ہے
نوحؑ نے ناؤ بنانے میں مشقت کی ہے
سوزن ادریسؑ کو جنت سے عنایت کی ہے
یعنی اللہ نے مزدور کی عزت کی ہے
تا علیؑ شے تھی جو مزدور کو درکار ملی
اک کو سوزن ملی اور ایک کو تلوار ملی

(۱۱)

زندگی اپنی نہ بیٹوں پہ کبھی بھاری کی
نوحؑ بوڑھے تھے بڑھاپے میں بھی نجاری کی
جانور ناؤ میں رکھ لینے کی تیاری کی
ایسا انساں تھا کہ حیواں کی مددگاری کی
رفعتِ خاک سے گردوں کو حیا آنے لگی
ناؤ میں حمدِ ملائک کی صدا آنے لگی

(۱۲)

شہر و قریات و چمن، کوہ و زمیں کچھ نہ رہا
دشت و در، مسکن و ایوان و مکیں کچھ نہ رہا
دور بھی کچھ نہ رہا اور قریں کچھ نہ رہا
بس وہ کشتی تھی سرِ آب کہیں کچھ نہ رہا
ورقِ آب پہ اک سطر نہ جمہور کی تھی
کشتیِ نوحؑ نہ تھی، مہر وہ مزدور کی تھی

(۱۳)

گلہ بانوں کے تھے سردار لقب جن کا خلیل
پیشوا اہل تجارت کے کسانوں کے کفیل
آخرت میں بھی جہاں میں بھی سرافراز وجلیل
ان کے مہماں کبھی جبریل کبھی میکائیل
میہماں دوست بھی خوش خلق بھی طباع بھی تھے
ریگ کو آرد گندم کیا، صناع بھی تھے

(۱۴)

صاحبِ تیغ بھی تھے، اشجع و جرار بھی تھے
آگ کو باغ کیا، واقفِ اسرار بھی تھے
بت شکن تھے، پدر حیدرؑ کرار بھی تھے
کعبہ شاہد ہے کہ مزدور بھی، معمار بھی تھے
اپنے مزدور پہ خالق کا کرم باقی ہے
سنگِ کعبہ پہ ابھی نقش قدم باقی ہے

(۱۵)

کعبہ تو بن گیا کیا کہیے جو اجرت پائی
بعض بیٹوں نے زمانے میں نبوت پائی
ایک نے پشت پہ گر مہر رسالت پائی
ایک نے صحن میں کعبہ کے، ولادت پائی
کعبہ انگشتر خالی تھا نگیں حق نے دیا
وہ مکاں کر گئے تیار مکیں حق نے دیا

(۱۶)

آج گو پیشۂ مزدور زمانے میں ہے عیب
کار مرسلؐ تھا یہی اس میں نہ شک کوئی نہ رَیب
طور پر جس کی نظر نے کیا نظارۂ غیب
تھے وہی حضرتِ موسیٰؑ کبھی مزدور شعیبؑ
کام امت کا کیا شرکت ہارونی سے
بیر، خالق کو تھا سرمایۂ قارونی سے

(۱۷)

تھا، نہ حدادوں میں داؤدؑ پیمبر کا نظیر
مالکِ تخت سلیماںؑ تھے، بناتے تھے حصیر
پیٹھ پر بوجھ اٹھاتا تھا علیؑ کل کا امیر
فاطمہؑ صاف کیا کرتی تھیں اجرت پہ حریر
پنجتنؑ کی تھے غذا فاقوں کی مجبوری میں
جَو یہودی سے جو مل جاتے تھے مزدوری میں

(۱۸)

فاطمہؑ راحت احمدؐ، دل و جانِ احمدؐ
روشنیٔ دو جہاں، شمعِ مکانِ احمدؐ
منحصر ذات پہ جس کی تھا جہانِ احمدؐ
جس کی اولاد سے باقی ہے نشانِ احمدؐ
رزقِ طیب کا دم شکر و ثنا غور رہا
گھومتی چکّی میں تسبیح کا بھی دور رہا

(۱۹)

جھاڑو خود دیتی تھیں، کرتی تھیں صفائی خود ہی
کبھی گہوارہ جھلایا، کبھی چکی پیسی
گرچہ اصرار تھا فضہؑ کا کہ میں ہوں لونڈی
میں کروں کام تم آرام سے بیٹھو بی بی
حشر میں مالکۂ تاجِ شفاعت تم ہو
بیٹی محبوب کی خاتونِ قیامت تم ہو

(۲۰)

دستِ نازک میں نشاں چکی نے ہے ہے ڈالے
لاؤ بی بی کہ میں آنکھوں سے لگا لوں چھالے
کیسی غربت میں ید اللہ کے ہیں گھر والے
چرخہ کاتے مری شہزادی کے بچے پالے
کوئی دانے کا نہ پانی کا مزا جانتا ہے
تیسرا روز ہے روزے کا خدا جانتا ہے

(۲۱)

زرد سورج کی طرح ہوگئی رنگت بی بی
کیا نکلنے کو ہے خورشیدِ قیامت بی بی
گرچہ تسبیح میں اب تک نہیں لکنت بی بی
تھرتھراتی ہو، یہ ہے ضعف سے حالت بی بی
جانیں ان بچوں کی بچ جائیں گی احسان کرو
فضہ کو ردِ بلا کے لئے قربان کرو

(۲۲)

ہنس دی وہ فاقہ کش و خشک دہن جب یہ سنا
کہا تو اہلِ محبت سے ہے فضہؑ، فضہؑ
سجنِ مومن ہے یہ دنیا نہ قلق کر اس کا
آج سب کام جو تو نے کیا کل کیا ہوگا
سامنا عادل و عالم سے ہے مجبوروں کا
سب برابر ہیں یہاں گھر ہے یہ مزدوروں کا

(۲۳)

اس کے سب بندے برابر ہیں امیر اور غریب
نہ کوئی دور ہے اس سے، نہ کوئی اس کے قریب
سب کی سنتا ہے دعا نام ہے خالق کا مجیب
اس کے بندوں کو جو چاہے، ہے وہی اس کا حبیب
طالبِ رحم جو احمدؐ ہوئے، مطلوب بنے
ان کو سب پیارے ہیں، اس واسطے محبوب بنے

(۲۴)

مصلحت خوب سمجھتا ہے، کہ ہے ربِ حکیم
راضیٔ مرضیٔ مولاؑ ہیں جو بندے ہیں فہیم
رتبۂ امتِ احمدؐ دو جہاں میں ہے عظیم
ہے نبیؐ رحمتِ عالم تو خدا رب رحیم
جنتیں اپنی ہیں سرمایۂ عالم کیا ہے
دو رحیموں کے ہیں سائے میں، ہمیں غم کیا ہے

(۲۵)

کہنے کے واسطے تو آل محمدؐ ہے فقیر
ہے مگر مرکز الطافِ خداوندِ قدیر
پرِ جبریل کا سایہ ہے نہیں نقش حصیر
چاہوں تو نہر لبن ہو مرے ہاتھوں کی لکیر
بھوک کا نام لوں تو چرخ سے نعمت آجائے
ہاتھ پھیلاؤں تو آغوش میں جنت آجائے

(۲۶)

مانگیں دنیا جو ہمیں حق طلبی سے ہو فراغ
یہی اجڑا ہوا گھر ہو ابھی فردوس کا باغ
یہی مٹی کے پیالے بنیں کوثر کے ایاغ
تارے خود آ کے جلائیں مرے حجرے کے چراغ
سنگِ در عرش ہو یوں جلوہ گہہ نور بنے
یہی دیوار شکستہ شرف طور بنے

(۲۷)

شان اس گھر کی وہ ہو جو نہیں شاہوں کو نصیب
پہرا، رضواں کا ہو گذرے نہ ہوا ہو کے قریب
سب کچھ اپنا ہے جو میں مانگوں کہ ہوں بنت حبیبؐ
دور ہو جائیں گے، اس ٹھاٹھ سے امت کے غریب
کیا کہیں پھر بسر اس طرح سے کیوں کی فضہؑ
لاج رکھنا ہے ہمیں فاقہ کشوں کی فضہؑ

(۲۸)

ہیں مسلمان کہاں سنت سلماں والے
فاقے بوذرؓ کی طرح کرتے ہیں ایماں والے
چین سے عیش کیا کرتے ہیں عصیاں والے
مومن اس طرح ہیں جس طرح کہ زنداں والے
نام توحید خداوند جہاں مٹ جائے
کفر خواہاں ہے کہ مسلم کا نشاں مٹ جائے

(۲۹)

تہہ بہ تہہ کفر کی ظلمت ہے ستاروں کے لئے
جمع طاغوت ہیں اللہ کے پیاروں کے لئے
گل جو قدرت نے بنائے تھے بہاروں کے لئے
خار وہ ہو گئے ہیں ظلم شعاروں کے لئے
نظر کفر کی تیغیں ہیں گریبانوں پر
تنگ اللہ کی دنیا ہے مسلمانوں پر

(۳۰)

کلمہ پڑھنے پہ مکہ سے نکالا ہم کو
غم غربت میں ستمگاروں نے ڈالا ہم کو
بدر میں کر دیا ہوتا تہہ و بالا ہم کو
وہ تو اللہ کی طاقت نے سنبھالا ہم کو
بدر میں پست و زبوں مست مئ غدر ہوئے
ایسا چمکے کہ رسولِؐ عربی بدر ہوئے

(۳۱)

آج خندق کا ہے دن گھیرے ہیں یثرب کو سوار
بت پرست اور یہود ایک ہوئے ہیں اس بار
ہیں تباہیِ مدینہ کے لئے قول و قرار
دیکھ خندق وہ بناتے ہیں رسولِ مختار
ساتھ اصحاب سے کہتا ہے پسینہ دیکھو
اس کو کہتے ہیں مساوات، قرینہ دیکھو

(۳۲)

رجزیں پڑھتے ہیں انصار اٹھاتے ہیں جو سنگ
گل فردوس ہے یا چہرۂ عمارؓ کا رنگ
یہ بڑھاپا یہ ابوذرؓ میں جوانی کی امنگ
شہسوارانِ تہامہ سے ہے مزدوروں کی جنگ
ہمت اہل وفا اور بڑھی جاتی ہے
مرحبا کی لب خندق سے صدا آتی ہے

(۳۳)مطلع ثانی

خندق غرب میں جب ماہِ منور آیا
جاڑا بڑھتا ہوا اصحاب کے سر پر آیا
دامن شام لئے چادر و بستر آیا
چھوڑ کر کام مصلّے پہ پیمبرؐ آیا
روئے احمدؐ دم مغرب قمر آرا چمکا
یا عبادت کے مقدر کا ستارا چمکا

(۳۴)

لیلئ شام عرب، جلوہ کناں ہونے لگی
فوج اسلام میں مغرب کی اذاں ہونے لگی
لب احمدؐ سے جو تمجید بیاں ہونے لگی
سطر قرآں کی تلاوت میں زباں ہونے لگی
آسماں دیکھتا تھا جذبۂ ایمانی کو
سجدہ خود چومتا تھا نور کی پیشانی کو

(۳۵)

وہ پیمبرؐ کی جبیں نور کی سرحد کہیے
ابروِ پاک کو قرآن کا اک مد کہیے
قد رعنا جو ملے حمد میں احمدؐ کہیے
میم محبوب بڑھا دیجے محمدؐ کہیے
چپ ملائک بھی تھے ترتیل حجاز ایسی تھی
سجدے سکھلا دیئے جس نے وہ نماز ایسی تھی

(۳۶)

زلفیں ہلتی تھیں کہ تھرا رہا تھا شاہِ حجاز
لحن میں سوز تھا اور سوز میں تھا دل کا گداز
جیسے مضراب بھی پنہاں تھی پس پردہ ساز
سامنے عرش تھا معراج حقیقی تھی نماز
ان نمازوں کو نہ بن دیکھے قرار آتا تھا
عرش کھنچ کھنچ کے زمیں پر کئی بار آتا تھا

(۳۷)

سطریں تھیں یا کہ صفیں حرف تھے ارباب یقیں
ورق سورۂ احزاب تھی خندق کی زمیں
صورت بسملہ آگے تھے صفوں سے شہ دیں
نقطہ آتا تھا نظر پائے نبوت کے قریں
رنگ سب بگڑے تھے احزاب کی تدبیروں کے
جھنڈے لہراتے تھے میدان میں تکبیروں کے

(۳۸)

تیسرے روزے کی شب اور غم تشنہ لبی
پر تھا قرآن خدا اور لب پاک نبیؐ
ہاشمی لہجہ کا درد اور ادا مطّلبی
مست وحیرانِ فصاحت تھے یہودان غبی
آج کیا وادئ سینا سے ہوا آتی ہے
عربی لہجہ میں موسیٰؑ کی صدا آتی ہے

(۳۹)

سجدۂ شکر سے فارغ ہوا ہاشم کا جو لال
رکھ کے تسبیح اٹھائی شہ والا نے کدال
دین و دنیا میں ہے بس فرقِ جلال اور جمال
جن کو مٹھی میں دبائے تھا پیمبرؐ کا کمال
زہد میں لطف نہ رہبانیت عام میں ہے
دین و دنیا کی سلامت روی اسلام میں ہے

(۴۰)

ساتھ احباب ہوئے ہونے لگی سنگ کنی
جاڑوں کی رات وہ اصحاب کی عریاں بدنی
مفلسی عام مگر یاد کہ اللہ غنی
وہ اندھیرا تھا کہ شرمائے شب اہرمنی
ہاتھ مزدوروں کا ظلمت میں کہاں اٹھتا ہے
خاک کو لوگ سمجھتے تھے دھواں اٹھتا ہے

(۴۱)

ابر کے پیچھے کواکب تھے کہ پھائے میں تھے داغ
آڑ میں گیسوئے سنبل کے چھپا تختۂ باغ
روشنی کا نہ زمیں پر نہ فلک پر تھا سراغ
کالی ناگن نے بجھائے تھے ستاروں کے چراغ
سایۂ ابر سے ظلمت کا اثر دونا تھا
کالی مخمل کا زمانے نے لحاف اوڑھا تھا

(۴۲)

ایک بھولا ہوا افسانہ بنا جلوۂ طور
بن گئے دیو سیہ شب کے اندھیرے میں کھجور
نظریں کیا کام دیں بڑھتا نہ تھا ظلمت میں شعور
ہچکیاں لیتا تھا دھندلائی ہوئی آنکھوں میں نور
تیرگی گیسوئے احمدؐ سے بڑھی جاتی تھی
کروٹیں لیتی تھی شب زلف جو بل کھاتی تھی

(۴۳)

کڑکڑاتے ہوئے جاڑوں کی قیامت تھی ٹھٹھر
جب سنکتی تھی ہوا کانپتے تھے برگ و شجر
برف کے گالے تھے یا سرد پرندوں کے تھے پر
تاپنے بیٹھی تھی آنکھوں کی انگیٹھی پہ نظر
دل کی گرمی کا اثر صرف ہوا جاتا تھا
ٹھنڈی سانسوں سے لہو برف ہوا جاتا تھا

(۴۴)

بار تقریر ہوا تھا لب لرزاں پہ گراں
آڑ میں دانتوں کے پتلی ہوئی جاتی تھی زباں
سانسیں رکتی ہوئی آتی تھیں کہ تھا بند دہاں
برف نے آگ لگائی تھی نکلتا تھا دھواں
اشک رخسار کے رستہ پہ تھمے جاتے تھے
اوس کے قطرے فضاؤں میں جمے جاتے تھے

(۴۵)

آگ جلتی نہ تھی رن کے خس و خاشاک تھے تر
شعلے سرکاتے نہ تھے منھ سے دھوؤں کی چادر
سب ادھر جاتے تھے امید ہو گرمی کی جدھر
خس مژگاں سے لپٹ جاتی تھی تھرّا کے نظر
خاک، نیلی طبق افلاک کے زنگاری تھے
تارے بھی چرخ پہ بجھتی ہوئی چنگاری تھے

(۴۶)

اسی سردی میں تھے سرگرم مشقت اصحاب
عرض کرتے تھے یہ عمار کہ اے عرش جناب
آپ دم لے لیں کہ فاقوں سے طبیعت ہے خراب
بوجھ اٹھا سکتا ہے دُہرا ابھی خادم کا شباب
حشر میں ہو کے سبک دوش جناں جاؤں گا
آپ کے حصے کا بھی بوجھ اٹھا لاؤں گا

(۴۷)

نا گہاں سرور والا نے لگائی جو کدال
تڑقا پتھر تو نمایاں ہوئی اک برق جمال
نظر اس نور میں آنے لگا ایران کا حال
کیا اصحاب نے یہ سرور والا سے سوال
یہ تو ایوان ہیں سب دولت ساسانی میں
کہا ہاں آئیں گے امت کی جہاں بانی میں

(۴۸)

دوسری بار بھی پیدا ہوا اک جلوۂ نور
صاف خندق سے دکھائی دیئے روما کے قصور
جو کے پہچاننے والے تھے ہوئے وہ مسرور
عرض کی ہم سے کچھ اسرار ہوں ارشاد حضور
یہ نئی طاقت اعجاز کی تسخیریں ہیں
قیصر روم کے ایوان کی تصویریں ہیں

(۴۹)

کہا ہاں ہاں یہ اسی ملک کی تصویریں ہیں
ہمتِ پست بڑھانے کی یہ تدبیریں ہیں
قبضہ تم پاؤ گے گر ہاتھ میں شمشیریں ہیں
قیصری ختم ہے مسلم کی یہ جاگیریں ہیں
چین و تاتار و عجم، مصر و حلب لے لوگے
گر نہ اللہ کو بھولوگے تو سب لے لوگے

(۵۰)

اتنے میں ایک صحابی نے یہ چپکے سے کہا
تین دن ہو گئے کھایا نہیں کچھ اے مولا
پیٹ پر باندھے ہو اینٹیں یہ غضب ہے کیسا
تھوڑا سا کھانا ہے چلئے مرے گھر اے آقا
مدتوں تک میری بی بی کو یہ ارمان رہا
میرے گھر آئے وہ جو عرش پہ مہمان رہا

(۵۱)

مسکرا کر کہا اچھا تو علیؑ کو بھی بلاؤ
تم بھی عمارؓ چلو بوذرؓ و سلمانؓ کو بھی لاؤ
رفتہ رفتہ ہوا آمادۂ دعوت وہ جماؤ
لے چلی کھینچ کے دریا غرض اعجاز کی ناؤ
تھوڑے کھانے کے تصور سے پسینہ آیا
میزباں سمجھا تلاطم میں سفینہ آیا

(۵۲)

یہاں آئے تھے نبیؐ واں وہ کنیزِ اللہ
دیر سے دیکھ رہی تھی شہ آفاق کی راہ
بولی بچوں سے کہ کوٹھے پہ کرو جا کے نگاہ
رات تو ہوگئی نکلا نہیں اب تک مرا ماہ
منتظر بدر دجیٰ کی ہوں میں غم خانے میں
چاندنی چھٹکے گی کب تک مرے ویرانے میں

(۵۳)

آٹھ نو سال کے بچے تھے گئے جب لبِ بام
راہ تکتے رہے تا دیر رہا ان کا قیام
تیز سردی بھی اندھیرا بھی جو لرزاں ہوئے گام
دونوں کوٹھے سے گرے گرتے ہی قصہ تھا تمام
میتیں ماں کو جو قسمت نے دکھائیں دونوں
اٹھی وہ مومنہ حجرے میں چھپائیں دونوں

(۵۴)

نا گہاں غل ہوا وہ آئے رسول عربی
ابطحی المدنی ہاشمی و مطلبی
وارثِ خوش نسبی مالکِ عالی لقبی
فاتح بولہبی، کشورِ وحدت کے نبیؐ
دوست کے گھر میں شہ عرش رواق آتا ہے
پا پیادہ شرف پشتِ براق آتا ہے

(۵۵)

ہنس کے اس مومنہ نے کھول دیا ہاتھ سے در
کہا شوہر نے یہ چپکے سے کہ اے نیک سیر
کھانا تھوڑا سا ہے ہمراہ نبیؐ ہے لشکر
سخت حیران ہوں حل ہوگی یہ مشکل کیوں کر
غم افلاس پہ طرہ یہ ندامت ہوگی
بھوکے اٹھ جائیں گے مہماں تو قیامت ہوگی

(۵۶)

مومنہ نے کہا یہ آپ سے آئے ہوئے ہیں
یا اشارہ ترا میدان میں پائے ہوئے ہیں
کہا اس نے کہ پیمبرؐ کے بلائے ہوئے ہیں
کہا پھر غم نہیں احمدؐ کے جو لائے ہوئے ہیں
انھیں قدموں سے ہے امت کی یہ ساری عزت
ہم سے زائد انھیں پیاری ہے ہماری عزت

(۵۷)

رکھ دے موجود ہے جو کچھ شہ والا کے حضور
خشک دو روٹیاں سوکھے ہوئے دو چار کھجور
فکر لازم نہ ہمیں ہے نہ ہمیں غم ہے ضرور
ہوگا وہ! ہے جو محبت کے خدا کو منظور
کیا کوئی فکر نمودِ زر و دولت کی ہے
ہم نے اللہ کے محبوب کی دعوت کی ہے

(۵۸)

پوچھے بچوں کو جو وہ غیرت عیسیٰؑ و کلیمؑ
کیونکہ خالق نے دیا ہے شرفِ خلقِ عظیم
کہنا اے مصدر الطاف کریم ابن کریم
سو گئے ہیں ابھی وہ دونوں ہے اللہ علیم
سن لے اے شخص کہ کام آگئے اطفال ترے
کوٹھے سے گر کے ابھی مر گئے ہیں لال ترے

(۵۹)

رنج ظاہر نہ ہو تیور سے رہے اس کا خیال
زیست اور موت تو ہے امر خدائے متعال
اور دے دے گا خدا اپنے کرم سے اطفال
رنج سے تیرے نہ پہنچے کہیں مہماں کو ملال
کچھ تعجب نہیں گر رنج کا اظہار کریں
کھانا کھانے سے نہ احمدؐ کہیں انکار کریں

(۶۰)

سن کے یہ سامنے آیا وہ صحابی بخوشی
جتنی روٹی تھی وہ سب شاہ کے آگے رکھ دی
دیکھ کے روٹی کو فرمانے لگے ہنس کے نبیؐ
چند کس کے لئے، لازم نہ تھی یہ شان بڑی
بے تکلف تھا وہ کافی! جو میسر ہوتا
سیر ہوجاتا جو اور اتنا ہی لشکر ہوتا

(۶۱)

اس نے کی عرض کہ جو کچھ ہے کرو نوش آقا
کہا ہاں کھاتے ہیں ہم ساتھ مگر تو بھی تو آ
اتنا گھبراتا ہے کیوں ہیں کہاں بچوں کو بلا
ساتھ بچے ہوں تو بڑھ جاتا ہے کھانے کا مزا
پورے ارمان ہیں سب فضل خدا سے میرے
روز کھاتے ہیں مرے ساتھ نواسے میرے

(۶۲)

چھوٹے بچوں ہی سے اس دار مصیبت میں ہے چین
آنکھیں ماں باپ کی روشن ہیں جو ہیں نورالعین
میرے پہلو کی ترے بچوں سے بڑھ جائے گی زین
میں یہ سمجھوں گا کہ بیٹھے ہیں حسنؑ اور حسینؑ
اہل دل شوق سے اک اک کے گلے لگتے ہیں
بچے دشمن کے بھی آنکھوں کو بھلے لگتے ہیں

(۶۳)

اس نے کی عرض کہ اس پیار کے قربان، غلام
آپ ہاں نوش کریں سرد نہ ہوجائے طعام
بچوں کی بات کا کیا ٹھیک ہے رکتا نہیں گام
آج وہ شام ہی سے سو گئے جاکر سرِ بام
شرط الفت ہے جو روئیں تو نہ رونے دیجے
چین سے سو گئے ہوں دونوں تو سونے دیجے

(۶۴)

کہا حضرتؑ نے کہ تنہا تو نہ ہم کھائیں گے
بچے پہلو میں نہ گر ہوں گے تو گھبرائیں گے
عرش تک جا چکے کوٹھے پہ نہ کیا جائیں گے
روئیں گے کاہے کو جب گود میں ہم لائیں گے
جو مچلتے ہیں وہ گودی میں سنبھل جاتے ہیں
مجھ سے روٹھے ہوئے بچے بھی بہل جاتے ہیں

(۶۵)

مجھ سے چھٹ کر مرے فرزند تو گھبراتے ہیں
رات کو فاطمہؑ کے پاس سے آ جاتے ہیں
دونوں آرام مرے سینہ ہی پہ پاتے ہیں
بچے معصوم ہیں تسبیح سے بہلاتے ہیں
ہیں ہمیشہ سے قریں ذکر خدا سے دونوں
سجدے میں پشت پہ رہتے ہیں نواسے دونوں

(۶۶)

کہہ کے یہ اٹھنے لگا جب وہ جہاں کا سردار
گر کے قدموں پہ کہا اس نے! نہ جاؤ سرکار
رنج ہوگا تمہیں! گر راز کا کر دوں اظہار
کچھ تو ہے بات! جو کرتا ہوں میں تم سے اصرار
چاہتے تھے وہ سوا آپ کو ہم سے مولا
ہوتے دونوں، تو الگ ہوتے قدم سے مولا!

(۶۷)

کہا احمدؑ نے کہ پھر کیا ہوئے دونوں مسعود
دشمن اسلام کے بچوں کے ہیں کفار و یہود
چین آئے گا نہ مجھ کو! جو نہ ہوں گے موجود
کہا اس نے کہ ہیں مہمانِ خداوند ودود
بام سے گر پڑے اور ہو گئے بے جاں دونوں
لاؤں کیوں کر انہیں وہ ہوچکے قرباں دونوں

(۶۸)

کہا احمدؑ نے کہ دنیا سے سدھارے بچے
مہر مغرب تھے سر بام کے تارے بچے
چھٹ نہیں سکتے کہ عاشق تھے ہمارے بچے
ہم پکاریں گے تو بولیں گے وہ پیارے بچے
عشق صادق میں کبھی فرض کوئی موت نہیں
موت سب کو ہے محبت کو مگر موت نہیں

(۶۹)

نام سے بچوں کے یہ کہہ کے پکارے جو نبیؐ
کہا دونوں نے کہ لبیک رسول عربیؐ
ہوں جہاں آپ وہاں موت! یہ کیا بوالعجبی
ہم کو نیند آ گئی تھی عفو ہو یہ بے ادبی
آپ تک حجرے سے رستہ نہیں دور آتے ہیں
آپ نے یاد کیا ہے تو حضور آتے ہیں

(۷۰)

سن کے بچوں کی صدا ماں کا کلیجا امنڈا
دوڑ کر سر قدمِ سید عالی پہ رکھا
عرض کی اس نے کہ اے زندگیٔ ہر دو سرا
سب اسی دم سے ہے دنیا میں فنا ہو کہ بقا
آبرو اہل محبت کی بڑھانے والے
تم سلامت رہو مُردوں کے جلانے والے

(۷۱)

کیا کروں عرض پیمبرؐ سے یہ آواز حزیں
طرف کرب و بلا آیئے اے سید دیں
لاشیں دو لاڈلوں کی رکھی ہیں زینبؑ کے قریں
آل محتاج ہے سامان کفن تک کا نہیں
فوج کی طرح وہ ساعت بھی ہے آنے والی
چادریں سر کی ہیں کچھ دیر میں جانے والی

(۷۲)

دختر فاطمہؑ ہے ماں، کوئی شکوہ ہے نہ بین
ہاں نظر کم ہے سدھارے ہیں جو وہ نورالعین
آہیں تو روک لیں پر دل کو نہیں آتا چین
کہتی ہیں شکر کہ بچے ہوئے قربانِ حسینؑ
کہتی ہیں فاطمہؑ سے سن لو دہائی میری
اماں کام آ گئی بھائی کے کمائی میری

(۷۳)

بچوں کو مار کے جلادوں نے جلادی کی
خانۂ جعفرؑ طیار کی بربادی کی
پیاسے مارے گئے حد ہے ستم ایجادی کی
شادیاں بھی نہ ہوئیں موت ہے ناشادی کی
باپ بوڑھا ہے سنائی یہ ستم ڈھائے گی
ہائے کیا ہوگا وطن میں جو خبر جائے گی

(۷۴)

نانی سر پر ہے، نہ نانا ہے، نہ بابا باقی
ہم نہ لٹ سکتے تھے یوں، ہوتیں جو زہرا باقی
نہیں بہنوں کو حسنؑ کا بھی سہارا باقی
سارے کنبے میں ہے دو روز کا پیاسا باقی
ہو گیا ہائے بزرگوں سے گھرانا خالی
پنجتنؑ سے ہوا جاتا ہے زمانہ خالی

(۷۵)

شاید احمدؐ یہ جواباً کہیں حجت کے لئے
ہم کو محشر میں ضرورت تھی شفاعت کے لئے
منتخب ہوگے شبیرؑ شہادت کے لئے
سب گوارا کیا یہ بخشش امت کے لئے
جسم اسلام کی طاقت کو بڑھانا تھا ہمیں
خون شبیرؑ سے ایماں کو جلانا تھا ہمیں

(۷۶)

الغرض آ گئے بچے تو ہوا شور درود
سجدے میں باپ گرا از پئے شکر معبود
کھانے پر پڑ جو گیا سایۂ دستِ مسعود
کھا کے سب سیر ہوئے اور رہا کھانا موجود
کھانا باقی رہا اور فضل خدا کم نہ ہوا
سیر پیاسے ہوئے دریائے عطا کم نہ ہوا

(۷۷)

کم نہ ساقی ہو جہاں دے اسی میخانے سے
دے وہ مے اور جو بڑھ جائے چھلک جانے سے
پوچھنے کی نہیں حاجت کسی مستانے سے
بانٹ دے بوذرؓ و سلمانؑ کے پیمانے سے
ہم کو پہچانتے ہیں جو ہیں پیمبرؐ والے
ہم قدیمی ہیں وہی ساقی کوثرؑ والے

(۷۸)

اوس غنچوں میں شجر باغ کے تھالے میں پیئے
مگس شہد ہے کم ظرف جو لالے میں پیئے
جس نے چھانی نہ ہو یہ مئے! وہ اجالے میں پیئے
جو ہو نوکار وہ گن گن کے پیالے میں پیئے
ساقیا غرق مسلمان کی دنیا کر دے
جنگ احزاب ہے اس بادہ سے خندق بھر دے

(۷۹)

ساقیا رات ہے جاڑوں کی جو تر ہوتی ہے
مئے ابلق ہو تو تسکین جگر ہوتی ہے
ہم مسلمان ہیں کملی میں بسر ہوتی ہے
آفتابی دے کہ دم بھر میں سحر ہوتی ہے
جام بلور کا سادا قمر آرا چمکے
در خمخانہ مشرق کھلے تارا چمکے

(۸۰)**مطلع ثانی**

لب مشرق نے جب آغاز کیا سورۂ نور
اوس کے دانوں پہ جاری ہوئی تسبیح طیور
اوج مشرق پہ بڑھا مہر کہ موسیٰؑ سر طور
کہا حیدرؑ نے یہ احمدؐ سے برآمد ہوں حضور
آپ آ جائیں ادھر شمس ادھر آ جائے
خلق کو معنی والشّمس نظر آجائے

(۸۱)

گرچہ دس الف ہیں اس فوج میں کفار و یہود
قسمیں کھائے ہوئے ہیں دشمن اسلام و حسود
کیا بنا لیں گے مسلماں کا مگر یہ مردود
اس طرف آل خلیلؑ اس طرف آل نمرود
گر کہیں آپ تو اشرار کو فی النار کریں
خون کے چھینٹوں سے پھر آگ کو گلزار کریں

(۸۲)

چار ہفتوں سے ہے گو گھیرے ہوئے لشکر شر
اہل یثرب پہ میسر نہ ہوئی ان کو ظفر
آج کچھ اور کنعانہ کے ہیں لیکن تیور
عمرِ ود کی طرفِ خیمۂ عالی ہے نظر
ابن اخطب نے سرا باندھ لیا داماں کا
پاس خندق کے قبیلہ ہے ابوسفیاں کا

(۸۳)

کہا احمدؐ نے کہ گو تھوڑے ہیں لشکر والے
مثل تالوت ہیں کم نیزہ و خنجر والے
کبھی مایوس خدا سے نہیں داور والے
جیت جاتے ہیں ہزاروں سے بہتر والے
اہل توحید کو کثرت پہ شرف لاکھوں ہیں
ہیرے دنیا میں بہت کم ہیں خذف لاکھوں ہیں

(۸۴)

ساتھ اللہ ہے صابر مرے غم خوار رہیں
ربط و ضبط اہل وفا میں رہے تیار رہیں
سحر فتح نمایاں ہوئی بیدار رہیں
در خندق کے جو پہروں پہ ہیں ہشیار رہیں
پیشۂ اہل دغا حیلہ و مکاری ہے
شیوا اسلام کا غفلت نہیں، ہشیاری ہے

(۸۵)

تھیں یہ باتیں کہ علم لشکر بدعت نے اٹھائے
جانب غرب مدینہ سے فرس سب نے بڑھائے
اورتو سب نے پرے سامنے خندق کے جمائے
عمرو و نوفل نہ رکے آگئے گھوڑوں کو اُڑائے
کبر کا رنگ جما عقل و خرد کھونے لگے
قلتِ لشکر اسلام پہ خوش ہونے لگے

(۸۶)

لاغر و فاقہ کش و صالح و ابرار ہیں لوگ
زہد سے زرد ہیں رخ صاحب آزار ہیں لوگ
ہاں وہی فوج میں جو فوج کے بیکار ہیں لوگ
لڑنے کا نام ہے مر جانے پہ تیار ہیں لوگ
ہے یہ نیت رہ اللہ میں مر جائیں گے
روزے رکھیں ہیں کہ جنت کے ثمر کھائیں گے

(۸۷)

خواہش سندس جنت میں ہے عریاں بدنی
حفظ مہماں سے غرض رکھتے ہیں وعدے کے دھنی
اہل مکہ کی صفوں سے ہیں کچھ آگے مدنی
گو کمانیں نہیں نظروں سے ہے ناوک فگنی
گرد اصحاب ہیں انگشتر دیں کی صورت
بیچ میں ان کے پیمبرؐ ہیں نگیں کی صورت

(۸۸)

عمرو نے گاڑ کے نیزہ یہ کہا، آ گئے ہم!
کہیں خندق نے بھی روکے ہیں جوانوں کے قدم
آزمائی ہوئی لاکھوں کی ہے یہ تیغ ستم
اسی تلوار کے لوہے سے لرزتا ہے عجم
قافلے لوٹ لئے ظلم کے مشاقوں کے
دم نکلتے ہیں مرے نام سے قزاقوں کے

(۸۹)

ہاں سنو غور سے اے پیرو محتاج و یتیم
کھیل سمجھے ہو جسے ہے یہ بڑا امر عظیم
ساتھ قِسّیس نہ عیسیٰؑ کے نہ احبار کلیمؑ
منکرِ رفعتِ اصنام و روایات قدیم
رسمیں مدت سے جو جاری تھیں انہیں توڑا ہے
باپ دادا کا جو مذہب تھا اسے چھوڑا ہے

(۹۰)

ہے سزا اس کی یہی تیغ چلے، سر نہ رہے
جس میں آباد نیا دین ہو، وہ گھر نہ رہے
ایک پیرو نہ رہے، کوئی پیمبر نہ رہے
مفلسوں کا جو یہ لشکر ہے، وہ لشکر نہ رہے
لکھا تقدیر کا تدبیر کے آگے آئے
جس کو مرنا ہو، وہ شمشیر کے آگے آئے

(۹۱)

کہہ کہ یہ چپ ہوا سر کردۂ کفار عرب
ایک سناٹا سا چھایا سر بازار عرب
بسکہ مشہور زمانہ تھا وہ سردار عرب
سر جھکائے ہوئے خاموش تھے جرار عرب
وہ کمر کھولے تھا جس جس نے کمر باندھی تھی
سطوتِ عمرو نے لشکر کی نظر باندھی تھی

(۹۲)

صورت عمرو عرب نسل کا قددار سمند
ایک اک گام پہ ہوتی تھی ہوا ٹاپ میں بند
ریگزاروں کا سفر جھیلے ہوئے مثل پرند
زین لوہے کا لجاموں کی جگہ منھ میں کمند
بحر رستے میں ہوں تو شکل سفینہ آجائے
ہنہنائے تو اسد کو بھی پسینہ آجائے

(۹۳)

گھوڑے پر عمرو تھا یا دیو پہ تھا دیو سوار
خود فولاد پہ عمامہ بڑا ساز نگار
اژدہا غار میں یا میان میں تیغ خم دار
خوف سے دل کی طرح بیٹھ گیا رن کا غبار
دامن زرہ سے سینہ کو ہوا دیتا تھا
دشت ہلتا تھا جو غصے سے صدا دیتا تھا

(۹۴)

اس نے آوازیں دیں، لڑنے کو نہ سردار اٹھے
سرِ خم دشت میں لشکر کے نہ اک بار اٹھے
مکہ والوں نے نہ جنبش کی، نہ انصار اٹھے
لے کے انگڑائی مگر حیدرؑ کرار اٹھے
عرض کی جوڑ کے ہاتھوں کو اجازت دیجے
کفر مغرور ہوا جاتا ہے رخصت دیجے

(۹۵)

گوشۂ چشم سے احمدؐ نے اشارہ کیا بس
کیا پیادوں کی ضرورت ہے جو ہوں اہل فرس
تجربہ کاروں کو دکھلانے دو تلواروں کا کس
نفس احمدؐ ہو یہاں دم لو ذرا چند نفس
موج کی طرح اکڑ لینے دو بل کھانے دو
کبر کا جام ہے لبریز، چھلک جانے دو

(۹۶)

فطرت عمرو میں تھی دشمنی جان نبیؐ
پھر کیا نعرہ گستاخ پئے شان نبیؐ
رہا خاموش مگر ہر گل خندان نبیؐ
نیم قد ہوگیا پھر سرو گلستان نبیؐ
عرض کی میرے نکلنے کی جو بار آجائے
جھونکا تلوار کا چلتے ہی بہار آجائے

(۹۷)

ٹیک کر ہاتھوں کو کاندھے پہ یہ احمدؐ نے کہا
بیٹھ جاؤ! ابھی دوں گا نہ تمہیں اذن وغا
گرچہ مختار ہوں پر دوست کی لازم ہے رضا
چپ امامت ہوئی جب بار نبوت نہ اٹھا
اپنی جا زینت انگشتر دیں بیٹھ گیا
مثل آب ابھرا تھا مانند نگیں بیٹھ گیا

(۹۸)

اتنے میں پھر جو عدو نے کی مبارز طلبی
ہمت جنگ مگر کر نہ سکی فوج نبیؐ
رگ حیدرؓ میں شرر بن گیا خون عربی
عرض کی اب سنی جاتی نہیں یہ بے ادبی
اتنے میں بولا کوئی عمرو ہے پہچانتے ہو
مڑ کے فرمایا کہ ہم بھی علیؑ جانتے ہو

(۹۹)

دیکھا جب چشم نبوت نے امامت کا غضب
کہا اب روکوں تو ہو جائے گی توہین ادب
جوش کی حد ہوئی اب روکے سے یہ رکتے ہیں کب
کہا جو مصلحت، اللہ کی جو مرضی رب
اپنا عمامۂ خاص آپ کے سر باندھیں گے
آج ہم اپنے سپاہی کی کمر باندھیں گے

(۱۰۰)

کہہ کے یہ سینے سے حیدرؓ کو لگایا اک بار
باپ کی طرح سے آیا جو بڑے بھائی کو پیار
بوسے ہونٹوں پہ دیئے چومے جبین و رخسار
سر پہ عمامہ رکھا باندھی کمر میں تلوار
کہا انساں ہوں لرزتا ہے کلیجہ بھائی
جائیے جائیے اللہ کو سونپا بھائی

(۱۰۱)

پھر یہ کہنے لگا خالق سے وہ عالی درجات
اے مرے سامع الاصوات مجیب الدعوات
بو عبیدہ کی ہوئی بدر کے زخموں سے نجات
ختم احد میں ہوئی حمزہؓ سے بہادر کی حیات
خانداں والوں میں کوئی مرا غمخوار نہیں
اب ید اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں

(۱۰۲)

(زور) بازوئے نبوت میں نہ کم تھا اصلا
طالب نصرت ہاروں ہوئے تجھ سے موسیٰ
میری قوت کو ید اللہ کی طاقت سے بڑھا
تاکہ ہم دونوں کریں خاک پہ سجدہ تیرا
غیر کو کب غم انساں کی خبر ہوتی ہے
بھائی ہو ساتھ تو مضبوط کمر ہوتی ہے

(۱۰۳)

جانب دشت جو حیدرؑ چلے با عزت و شاں
لب احمدؐ ہوئے وا کھلتا ہے جیسے قرآں
بلند آواز سے کہنے لگا دیں کا سلطاں
کلِ ایماں ہیں علیؑ جانب کل کفر رواں
عمرو کے گھوڑے کا دم دیکھو نہ کاوا دیکھو
مرکز کفر پہ ایمان کا دھاوا دیکھو

(۱۰۴)

ساقیا نشہ چلا طاقتِ رندانہ دے
جام کو چھوڑ کلید در میخانہ دے
مے سے بھڑکانا ہے دم ہمتِ مردانہ دے
جس میں کل کفر سما جائے وہ پیمانہ دے
تیرے متوالے ہیں جو کرکے وضو پیتے ہیں
یوں پیوں جیسے کہ دشمن کا لہو پیتے ہیں

(۱۰۵)

اوس غنچوں میں شجر باغ کے تھالے میں پئے
مگسِ شہد ہے کم ظرف جو لالے میں پئے
جس نے چھانی نہ ہو یہ مئے وہ اجالے میں پئے
جو ہو نو کار وہ گن گن کے پیالے میں پئے
ساقیا غرق مسلمان کی دنیا کر دے
جنگ احزاب ہے اس بادے سے خندق بھر دے

(۱۰۶)

کم نہ ساقی ہو جہاں دے اسی میخانے سے
دے وہ مئے اور جو بڑھ جائے چھلک جانے سے
پوچھنے کی نہیں حاجت کسی مستانے سے
بانٹ لے بوذرؓ و سلمانؓ کے پیمانے سے
ہم کو پہچانتے ہیں جو ہیں پیمبرؐ والے
ہم قدیمی ہیں وہی ساقی کوثر والے

(۱۰۷)

یہ وہ بادہ نہیں واعظ سے ہو جس میں تکرار
گود میں احمدؐ مختار کے پی ہے سو بار
سر کٹا کر جو پئیں، ہیں وہ پرانے میخوار
تیغ کی دہار سے ہم ناپتے ہیں بادے کی دھار
قلعوں سے پست نہ ذوقِ دل رندانہ ہو
کھول دیں گر در خیبر در میخانہ ہو

(۱۰۸)

بادہ کش تو ہیں مگر پیش نظر ہیں احکام
ہر دم بادہ سے بڑھتے ہیں قوائے اسلام
ہم سمجھتے ہیں کہ کیا شے ہے نجس اور حرام
آب شمشیر سے دھو لیں گے سر عمرو کا جام
منتظر دیر سے ہے سید والا اپنا
پائے احمدؐ سے چھوانا ہے پیالا اپنا

(۱۰۹)

پا پیادہ جو وہ خورشید ہے راہی رن میں
سینہ عمرو کی پھیلی ہے سیاہی رن میں
صید کی تاک میں ہے شیر الٰہی رن میں
چال کہتی ہے کہ آتا ہے سپاہی رن میں
چھوٹ رخسار کی بالائے فلک پڑتی ہے
ہر قدم کی دل دشمن پہ دھمک پڑتی ہے

(۱۱۰)

کاکلیں دوش پہ اور سر پہ عمامہ کالا
تا گلو تحت حنک چاند پہ جیسے ہالہ
خط عارض کہ چمن جیسے پھپھکنے والا
چشم و رخ تختہ نرگس پہ دمکتا لالہ
ہر قدم زور سوا طاقت ایمانی میں
سورہ فتح چمکتی ہوئی پیشانی میں

(۱۱۱)

فکر دشمن، نہ غم اسپ، طبیعت وہ غنی
وہ لب سرخ، تصدق ہو عقیق یمنی
پنجے کو پنج اصولی کہو یا پنجتنی
انگلیاں وہ کہ نہاں طاقت خیبر شکنی
کیوں پیادہ نہ رواں بادشہ قنبر ہو
کلِ ایماں ہیں شریک آج فرس کیوں کر ہو

(۱۱۲)

کُرتا محتاجوں کا اور عزم جہاں بانی کا
ہمت نوحؑ میں رخ موجہ طوفانی کا
چلنا کہتا تھا یہ اس زورق ایمانی کا
وہ سفینہ ہے جو محتاج نہیں پانی کا
بحر و بر کیا یہ فلک سے نہیں جھکنے والی
کشتیٔ آل پیمبرؐ نہیں رکنے والی

(۱۱۳)

کُرتے پر ساتھ زرہ، خود نہ ہمرہ سر پر
صرف عمامہ و پیراہن و شمشیر و سپر
پاؤں نعلین میں، ڈوبی ہوئی غصے میں نظر
تیغ اللہ کی، باندھی ہوئی احمدؐ کی کمر
پیچھے حامی نہ کوئی راہ نما آگے تھا
کل ایماں تھے، نبیؐ پیچھے، خدا آگے تھا

(۱۱۴)

چہرہ گلفام کہ چلتا ہوا پھولوں کا طبق
خطِ رخسار پہ شبنم تھی کہ چہرے کا عرق
دو قدم اور بڑھا تھا اسد بیشۂ حق
کل ایماں کو نظر آیا وہ کفر مطلق
شعلہ در نار حسد غیظ سے گرمایا ہوا
جاڑے میں آتش تقریر کا بھڑکایا ہوا

(۱۱۵)

طرۂ کفر مسلماں کے لئے تھے دشنام
موردِ طعن نبیؐ تھے کبھی اہل اسلام
نا گہاں بڑھ کے علیؑ نے یہ کیا اس سے کلام
جن کو جانچا نہیں کیوں لیتا ہے ان لوگوں کے نام
حاصل ظنّ و زبوں، ذلت وغارے باشد
توچہ دانی کے دریں گرد سوارے باشد

(۱۱۶)

باتوں باتوں میں جو ہو آیا سر ہفت طباق
آصفِ علم و سلیماں سر زین براق
فارس عرصہ غبرا و فضائے نہہُ طاق
طارقِ منزلِ جبریل و شہ عرش رواق
وہ تو وہ پاؤں کی نعلین بھی سرتاج ہوئی
اس کے قدموں سے جو لپٹا اسے معراج ہوئی

(۱۱۷)

اس نے ہنس کے کہا تم کون علیؑ عمراں
ہیجدہ سالگی اور جنگ کا مجھ سے ارماں
دوست بوطالب عالی تھے مرے جب تھے جواں
دوست کے بچوں سے لڑنا یہ نہیں میری شاں
بچوں پر تیغ اُٹھاؤں یہ مرا طور نہیں
کیا پیمبرؐ کے رسالے میں کوئی اور نہیں

(۱۱۸)

کہا حیدرؑ نے مری عمر ہے راز وہاب
اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ سے ہوتا ہے حساب
جب نہ تھے ارض و فلک، اختر و مہر و مہتاب
نور احمدؐ میں تھا میں، شہر میں جس طرح سے باب
آتش و آب نہ تھے خاک و ہوا کوئی نہ تھا
ہم نشیں بزم کا خالق کے سوا کوئی نہ تھا

(۱۱۹)

دیا فردوس کا آدمؑ کو قبالہ ہم نے
چاہ یوسفؑ میں کیا جا کے اجالا ہم نے
کشتیٔ نوحؑ کو طوفاں میں سنبھالا ہم نے
کتنے ڈوبے ہوئے تھے جن کو نکالا ہم نے
شرک اور کفر نہ سمجھیں گے کہانی میری
ہے بڑھاپوں سے جہاں دیدہ جوانی میری

(۱۲۰)

مجھ کو بابا کی محبت کا نہ دے تو پیغام
رہ نہیں سکتی کبھی الفت کفر و اسلام
ہے بلند اہل نظر میں مرے بابا کا مقام
جس کی گودی میں پلا ایک نبیؐ ایک امامؑ
جس نے گھر احمدؐ مرسل کا بسایا وہ چچا
جو خدیجہؑ سی دلہن بیاہ کے لایا وہ چچا

(۱۲۱)

سنتا ہوں تجھ سے بہادر کا رہا ہے دستور
تین باتیں جو کہیں، کرتا ہے اک کو منظور
شرک کو چھوڑ جھکا فرق کو وحدت کے حضور
کہہ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ تاکہ ملے خاک کو نور
نورِ انجم کو عبث راہ نما کہتا ہے
کوئی بھی گھر کے چراغوں کو خدا کہتا ہے

(۱۲۲)

پھر کہا آپ نے اے گبر و ستمگار و جہول
مذہب و صلح و جہاد اپنے ہیں یہ تین اصول
نہیں ایمان کا توحید پہ لانا جو قبول
دام دشمن سے نکل، ہم سے نہ کر جنگ فضول
کہا اس نے کہ جو لوں راہ مکانِ مکہ
تالیاں مجھ پہ بجائیں گی زنانِ مکہ

(۱۲۳)

بولا وہ یہ نہیں منظور، کوئی اور بتاؤ
کہا حیدرؑ نے کہ تلوار لو اور سامنے آؤ
اس نے غصے سے کہا واہ یہ سن اور یہ تاؤ
اچھا لڑنا ہے تو گھوڑے پہ چڑھو اسپ منگاؤ
کہا حیدر نے کہ پیادے ہی بڑھا کرتے ہیں
بھاگتے جو ہیں وہ گھوڑوں پہ چڑھا کرتے ہیں

(۱۲۴)

سن کے یہ غیظ سے تھرانے لگا زشت عمل
ناگ کی طرح سے کھانے لگا رہوار پہ بل
کود کر زین فرس سے ہوا خود بھی پیدل
کھینچ لی تیغ کہ عریاں ہوا بازوئے اجل
پاؤں رہوار کے خم ہو کے بہم کاٹ دیئے
ہاتھ سن سے چلا گھوڑے کے قدم کاٹ دیئے

(۱۲۵)

کر کے پے گھوڑے کو سیدھا جو ہوا بد توفیق
کہا حیدر نے! کہ امید سے زائد ہو لئیق
آدمی کاہے کا، حیواں پہ اگر ہو نہ شفیق
یہ ہے انجام یونہی مرتے ہیں کافر کے رفیق
خُلق کیا جانے جو ایمان سے ناواقف ہو
رحم کیا جانے جو رحمان سے ناواقف ہو

(۱۲۶)

ایسا جھلّایا کہ کچھ کہہ نہ سکا وہ غدّار
دوڑا حیدرؑ کی طرف جان سے جیسے بیزار
منہ میں کف، سانسوں میں آگ، آنکھوں میں ڈورے گلنار
ڈھال کے دائرے سے نصف نکالے تلوار
اسلحے ہلتے ہوئے داد جفا دیتے ہوئے
دبنے سے پاؤں کے موزے بھی صدا دیتے ہوئے

(۱۲۷)

ابر کی طرح گرجتا ہوا آیا غدار
بجلی کی طرح سے چمکاتا روپہلی تلوار
کنپٹی مونڈھا کمر کرنے لگا وار پہ وار
جیسے ساون کی گھٹاؤں سے گرے دھار پہ دھار
پیش و پس تیغ چلانے پہ وہ دیوانہ تھا
شمع حق بیچ میں تھی رقص میں پروانہ تھا

(۱۲۸)

بہر دیں جنگ تھی مقصود نہ تھے گاؤں گراؤں
چوک کا کھیل تھا ضائع کوئی کرتا نہ تھا داؤں
کینڈے کے ہاتھ اٹل، پینترے چلتے ہوئے پاؤں
لوٹتی پھرتی تھی میدان میں تلواروں کی چھاؤں
رعب شمشیر کا میداں سے نہ بار اٹھتا تھا
یا علیؑ کہتا ہوا رن کا غبار اٹھتا تھا

(۱۲۹)

جنگجو گرد کے گنبد میں جو مستور ہوئے
سرنگوں فکر سے احزاب کے مغرور ہوئے
گرد میں چھپ کے علیؑ آنکھ سے جب دور ہوئے
متردد شہ دیں سرورؐ جمہور ہوئے
فوج سے بولے نبیؐ اجرت جرأت کے لئے
ہے کوئی! جو خبر فتح دے جنت کے لئے

(۱۳۰)

ساقیا دیکھ چلے رند وہ جنت کے لئے
ایک سلمانؓ ہی باقی ہیں حفاظت کے لئے
ہم نے بھی کی ہیں دعائیں تری نصرت کے لئے
ہے گلا خشک پلا تھوڑی سی راحت کے لئے
کفر کیا گردنِ مینا ہے کٹا جاتا ہے
جام دے جام کہ فردوس بٹا جاتا ہے

(۱۳۱)

اس طرف چوٹیں برابر کی تھیں ضربیں بھاری
کفر و اسلام کی تھیں ٹکّریں باری باری
دامن تیغ کبھی زرد کبھی گلناری
کبھی بھڑکا ہوا شعلہ تھا کبھی چنگاری
آگ بھڑکا کے فلک اپنی نظر پھیرے تھا
تا فلک گرد تھی دنیا کو دھواں گھیرے تھا

(۱۳۲)

تر پسینوں سے جبینیں تھیں لگا تھا ٹپکا
ذرے بھی دیکھتے تھے آنکھوں کو جھپکا جھپکا
عکس شمشیر کا تھا گرد کے سر پر چھپکا
جب چلی تیغ علیؑ ابر میں کوندا لپکا
چرخ تک جا کے چمک خاک پہ ہر بار آئی
لوگ یہ جانتے تھے دوسری تلوار آئی

(۱۳۳)

ناگہاں عمرو نے حیدرؑ پہ لگائی تلوار
صاف عمامہ کٹا خوں کی چلی فرق سے دھار
سینہ و ریش و گلو کو کیا خوں سے گلنار
عمرو چلایا کہ وہ مارا اسے کہتے ہیں وار
بازوِ احمدؐ و خالق کے ولی کو مارا
ختم اسلام ہوا میں نے علیؑ کو مارا

(۱۳۴)

اس طرف ضیغم احمدؐ نے جو چرکہ کھایا
خاصہ شیر کا تھا زخم سے جی جھنجھلایا
خون بہنے سے دبا زور ابھر کر آیا
کفر کے سر پہ ید اللہ نے ڈالا سایا
دفعتاً ضو جو گئی آنکھوں میں مستانہ ہوا
تھی پری تیغ علیؑ سائے سے دیوانہ ہوا

(۱۳۵)

دور کی چوٹیں ید اللہ دکھاتا ہی رہا
تاکا پالٹ کو مگر سر کو بتاتا ہی رہا
چوٹ کے روکنے کو ڈھال وہ لاتا ہی رہا
اُڑ گئی ران طمانچے کو بچاتا ہی رہا
گر پڑا پاؤں نے جب گردش تقدیر کہی
فاتحانہ اسد اللہ نے تکبیر کہی

(۱۳۶)

کفر کل کی ہوئی در پیش جو رن میں افتاد
زینت صدر بنا انجمن آرائے جہاد
کل ایماں نے رکھی حلق پہ تیغ فولاد
عمرو بولا مرے سینے کی بلندی رہے یاد
اس بلندی پہ شجاعان عرب کم پہنچے
کہا حیدرؑ نے سرِ دوش نبیؐ ہم پہنچے

(۱۳۷)

سن کے حیدرؑ کے سخن جل گیا دل میں دشمن
پھینکا مہتاب سے چہرے کی طرف آب دہن
کل اخلاق تھا از بسکہ وہ اوہام شکن
سینے سے اس کے اُتر آئے شہنشاہ زمن
راہ درکار تھی غصے کو بہلنے کے لئے
رہبر خلق اتر آیا ٹہلنے کے لئے

(۱۳۸)

خبر فتح کو آئے تھے جو اہل لشکر
دور سینے سے جو دیکھا تو پکارے بڑھ کر
اسد اللہ نے کیوں صید کو چھوڑا مضطر
کاٹ لو سر کہیں ہو جائے نہ بس سے باہر
صرۂ زہر کو کیوں چھوڑا ہے ڈھیلا کرکے
سانپ کے پاس ٹہلتے ہو چوٹیلا کرکے

(۱۳۹)

ہے تری خاک قدم غازہ ایماں قاتل
خوں میں ڈوبا ہوا جامہ ہے گلستاں قاتل
اور اک ہاتھ یہی ناز یہی شاں قاتل
موچ آئے نہ کلائی میں تری ہاں قاتل
بوق بردار خدم تیرا سرافیلؑ رہے
حرز بازو کا ترے شہپر جبریل رہے

(۱۴۰)

بولا یہ جھوم کے جبریل امیں کا استاد
جانتے ہو کہ ہوں احمدؐ کا وصی و داماد
ہے قتالِ غضبی پیشہ وری جلاّد
نفس امارہ کو جو مارے وہ کرتا ہے جہاد
درمیان رہ حق نفسِ بشر آیا تھا
مجھ کو غیظ آ گیا تھا، اس سے اتر آیا تھا

(۱۴۱)

کہہ کہ یہ سر کو جدا کرنے لگا جان نبیؐ
فتح دیکھی تو چلے سب پئے جنت طلبی
بولے سلمان کہ تھے نزد شہ مطلبی
فتح بھائی کی مبارک ہو رسولؐ عربی
تھی وہاں دوڑ کہ جلدی سوئے حضرت جاؤ
پہنچے جب یہ تو کہا بٹ گئی جنت جاؤ

(۱۴۲)

کاٹ کر عمرو کا سر ضیغم حق، شیر الٰہ
جھومتا جھامتا طے کرنے لگا دشت کی راہ
نا گہاں بولا کوئی ڈال کے حیدرؑ پہ نگاہ
کتنی رفتار تکبر کی ہے اے عرش پناہ
کہا احمدؐ نے جو انداز ملے متوالے
یوں ہی جنت میں چلا کرتے ہیں جنت والے

(۱۴۳)

پائے احمدؐ پہ سر عمرو علیؑ نے رکھا
ہنس کے فرمایا کہ یہ ہے سرِ گستاخ کی جا
گلے لپٹا کے پیمبرؐ نے یہ حیدرؑ سے کہا
اک تری ضرب ہے کونین کی طاعت سے سوا
کعبہ ڈھا جاتا زمانے میں نہ قرآں بچتا
سر کل کفر نہ کٹتا تو نہ ایماں بچتا

(۱۴۴)

حامیٔ حق ہے غریبوں کا مددگار ہے تو
میرا بازو ہے، سپر ہے، مری تلوار ہے تو
مصر میدان شجاعت کا خریدار ہے تو
ایک چلتا ہوا سکہ سر بازار ہے تو
نقش یوسفؑ کا کہاں اور کہاں صورت تیری
سکّہ زن ہے دل مومن پہ ولایت تیری

(۱۴۵)

لوح محفوظ کا خط ہے خطِ نامہ تیرا
مکہ سرخم ہے تو ممنوں ہے تہامہ تیرا
آ، کہ ڈوبا ہوا ہے خون میں جامہ تیرا
اپنے عمامہ سے بدلوں گا عمامہ تیرا
الغرض جو بھی ہے دوری کا طریقہ کھو جائے
میرا مطلب ہے کہ ہر رشتہ سے بھائی ہوجائے

(۱۴۶)

زخم شمشیر عدو دیکھوں تو آؤ بھائی
ضرب گہری تو نہیں کھائی بتاؤ بھائی
زخم سر اپنا نہ بھائی سے چھپاؤ بھائی
خون تو دھو دوں ذرا سر کو جھکاؤ بھائی
رمضاں دور ہے امت کی جفا کرنے کو
ابھی ہم زندہ ہیں بھائی کی دوا کرنے کو

(۱۴۷)

دیکھ کر زخم سرِ پاک کو روئے حضرت
اشک کو راہ ملی صبر نے پائی رخصت
رو کے حیدرؑ سے یہ کہنے لگے باصد رقت
ابن ملجم کی اسی جا پہ پڑے گی ضربت
آج تو بیٹھے ہیں ہم اشک بہانے کے لئے
کل نہ ہوگا کوئی سینے سے لگانے کے لئے

(۱۴۸)

مسجد کوفہ میں آئے گا لئیم ابن لئیم
قاتل و جاہل و سفاک و ستمگار وا ثیم
ہوگا یہ فرق دمِ سجدۂ اللہ دو نیم
رمضاں میں مرے بچوں کو بنائے گا یتیم
نظم دیں تیغ سے جلاد کی برہم ہوگا
خوش عدو ہوں گے مری قبر میں ماتم ہوگا

(۱۴۹)

الغرض چھا گیا وہ وقت جہاں کے سر پر
جس کی چھتیس برس پہلے بتائی تھی خبر
سجدے میں تیغۂ جلاد سے زخمی ہوا سر
غش میں بستر پہ علیؑ، گھیرے ہیں ازواج و پسر
شمعیں لرزاں ہیں ہوا بند ہے دل پارہ ہے
آخری ڈوبتے مہتاب کا نظّارہ ہے

(۱۵۰)

حسرت، آواز علیؑ سننے کی ہر گوش میں ہے
جو سمجھ دار ہے وہ گریۂ خاموش میں ہے
تھرتھراتا ہے کہ لب بند ہے دل جوش میں ہے
ناسمجھ بچہ جو گریاں ہے وہ آغوش میں ہے
ضبط فریاد میں اولاد نے دن کاٹا ہے
حشر سے پہلے جو ہوتا ہے وہ سناٹا ہے

(۱۵۱)

گھر پہ کیا، شہر میں سناٹا ہے بازار خموش
تارے خاموش، فلک چپ، در و دیوار خموش
لونڈیاں خاک پہ بیہوش ہیں انصار خموش
کوئی بولا ہی نہیں جب سے ہے بیمار خموش
بوڑھے سرخم ہیں نہ ہنستے ہیں نہ رو سکتے ہیں
بچے سہمے ہوئے ہیں ماؤں کے منھ تکتے ہیں

(۱۵۲)

ناگہاں چہرۂ بیمار پہ سرخی آئی
نرگس مست کھلی جیسے کلی مرجھائی
لب حیدرؑ پہ جو جنبش سی حسنؑ نے پائی
کہا شبیرؑ سے کچھ کہتے ہیں بابا بھائی
ہاتھ اٹھائے ہیں وداع آل سے ہونے کے لئے
آنکھیں کیا کھولی ہیں منھ دیکھ کے رونے کے لئے

(۱۵۳)

سن کے یہ آ گیا نزدیک ہر اک پیر و جواں
لب حیدرؑ پہ ہوا کلمۂ توحید رواں
کہا شاہد رہو احمدؐ ہیں رسول دو جہاں
حق ہے سب محشر و نشر و لحد و نار و جناں
دہر فانی کے لئے کھوکے نہ ایماں مرنا
آل یعقوبؑ کے مانند مسلماں مرنا

(۱۵۴)

ہے ستوں مذہب اسلام کا چھوٹے نہ نماز
روزے سے ہوتا ہے پیدا دل مومن میں گداز
حج میں ورزش ہے جہاد اہل وفا کا انداز
نہ ہو مضراب تو بجتا نہیں اسلام کا ساز
کفر کُن، شرک شکن تیغِ زباں ہوتی ہے
سورۂ فتح، مجاہد کی اذاں ہوتی ہے

(۱۵۵)

ہاں رہے قرأت قرآں میں تدبر کا خیال
ایک اک سطر بتائے گی طریق اعمال
راہ دشوار ہے لغزش سے بدل جائے نہ چال
یہ سہارا ہے بڑا ہاتھ میں ہو دامن آلؑ
سفر دور نہیں صاف پتہ چلتا ہے
بڑھ چلو چودھویں منزل پہ خدا ملتا ہے

(۱۵۶)

حق تبلیغ ادا ہوچکا پیارو جاؤ
میرے قاتل کے لئے دودھ کا شربت لاؤ
ڈر رہا ہوگا اسیری میں اسے بہلاؤ
ٹل نہیں سکتا ہے قانون خدا سمجھاؤ
ظلم قاتل پہ پئے راحت انصاف نہ ہو
بدلہ اک ضرب کا اک ضرب ہے، اسراف نہ ہو

(۱۵۷)

کھانے پانی سے نہ قیدی کو ستایا جائے
اس کو مُثلہ نہ پسِ قتل بنایا جائے
درد تکلیف کی حد سے نہ بڑھایا جائے
سوختہ بخت کا لاشہ نہ جلایا جائے
موت کے بعد سزا دین کا دستور نہیں
پائمالی مجھے دشمن کی بھی منظور نہیں

(۱۵۸)

یا علیؑ کرب و بلا آ کے قیامت دیکھو
لاشۂ بیکس شبیرؑ کی حالت دیکھو
قتل پر بھی نہیں خوش حدِ عداوت دیکھو
گھوڑے دوڑاتے ہیں لاشے پہ مصیبت دیکھو
دوڑتے گھوڑوں کا بڑھ بڑھ کے سمٹنا دیکھو
گھوڑوں کی ٹاپوں سے زینبؑ کا لپٹنا دیکھو

(۱۵۹)

پھر بلا کر شہ مرداں نے حسنؑ کو نزدیک
کیئ تعلیم امامت کے رموزِ باریک
دل میں پھر الفت اولاد کی پاکر تحریک
حلقۂ حفظ حسن میں کیا اک اک کو شریک
جعفرؑ و عونؑ کو بھی ساتھ میں شبرؑ کے دیا
ہاتھ اک ایک کا خود ہاتھ میں شبرؑ کے دیا

(۱۶۰)

پھر محمدؑ کی طرف دیکھ کے حیدرؑ نے کہا
اے حسنؑ یہ بھی جواں سال ہے بھائی تیرا
جرأت وہمت و شمشیر زنی میں یکتا
میں اسے چاہتا ہوں بھول نہ جانا بیٹا
صاحبِ عقل بھی ہے لائق پیکار بھی ہے
زور بازو بھی ہے اور ہاتھ کی تلوار بھی ہے

(۱۶۱)

پھر محمدؑ سے کہا یاد رہے میرا سُخن
تو مرا لال ہے اور ابن پیمبرؐ ہے حسنؑ
سہل و آسان ہو یا عمرِ رواں ہو کہ کھٹن
ایک دم کو نہ فراموش ہو طاعت کا چلن
سن کے ارشاد پدر بھائی کو دیکھا مڑ کے
آنکھیں ملنے لگے نعلین حسن پر گر کے

(۱۶۲)

ہو چکے سب جو سپرد حسن نیک خصال
رنج سے مادر عباسؑ کا ابتر ہوا حال
دل میں یہ سوچ کے بیتاب تھی باحزن و ملال
کچھ خطاوار ہے عباسؑ جو آیا نہ خیال
ایک اک کو حسنؑ سبز قبا کو سونپا
باپ نے کیوں نہ مرے ماہ لقا کو سونپا

(۱۶۳)

ماں کے کاندھے پہ رکھے ہاتھ کھڑے تھے عباسؑ
تھرتھری جسم میں چہرے کی طرح دل بھی اداس
دیکھا حیدرؑ نے جو فرزند کا یہ عالم یاس
کہا کیوں روتی ہو عباسؑ کو لاؤ مرے پاس
یہ ہے غم خوارِ حسینؑ اس کے ہیں غم خوارِ حسینؑ
یہ وہ یوسف ہے کہ جس کے ہیں خریدار حسینؑ

(۱۶۴)

یہ نہ ہوگا جو رواں محمل ہمشیر کے ساتھ
کون جائے گا بھلا زینبؑ دلگیر کے ساتھ
گھر سے چھٹنا ہے اسے اصغرؑ بے شیر کے ساتھ
اُس کو جینا بھی ہے مرنا بھی ہے شبیرؑ کے ساتھ
اس سے شبیرؑ مزا پائیں گے غمخواری کا
یہی وارث ہے فقط میری علمداری کا

(۱۶۵)

پھر کہا بھائی کو فوجوں میں جو پانا عباسؑ
جب علم فوج کا کاندھے پہ اٹھانا عباسؑ
یاد کر لینا ہمیں بھول نہ جانا عباسؑ
دولت فاطمہ زہراؑ کو بچانا عباسؑ
تم کو عباس میں سادات کا گھر سونپتا ہوں
چادریں بہنوں کی اور بھائی کا سر سونپتا ہوں

(۱۶۶)

پائے شبیرؑ پہ گرنے لگے عباسؑ ادھر
بھائی نے چوم لیا اپنے وفادار کا سر
پھر مڑا دختر زہراؑ کی طرف روئے پدر
پاس بٹھلا کے جو بازو سے ہٹائی چادر
کہا زینبؑ نے کہ کیا شاہ زماں دیکھتے ہیں
کہا حیدرؑ نے کہ رسی کا نشاں دیکھتے ہیں

(۱۶۷)

خبر غیب بھی جاری تھی ابھی ہوتی تھی پند
گرد بستر کے فغاں کر رہے تھے حسرت مند
ناگہاں صبح ہوئی آنکھ علیؑ کی ہوئی بند
کہا جبریل نے گردوں سے باآواز بلند
اپنے مولا سے سب ارباب ولا چھوٹ گئے
آج ایمان و ہدایت کے ستوں ٹوٹ گئے

(۱۶۸)

مرثیہ ختم کر اے شاعرؔ بیمار و نزار
جوش گریہ سے نہیں طاقت و تاب گفتار
عمر پوری ہوئی جینے کے نہیں لیل و نہار
اور جے روز ہیں وہ مدح ائمہؑ میں گزار
نہ زباں کو ہے بقا اور نہ دہن باقی ہے
مدح ممدوح کی باقی ہے سخن باقی ہے

بقلم سید شمس الحسن تاجؔ
جوہری محلہ، چوک، لکھنؤ
۲۴/نومبر ۱۹۴۹ء

❀❀❀

التماس ترحیم

مومنین کرام سے گزارش ہے کہ ایک بار سورۂ حمد اور تین بار سورۂ توحید کی تلاوت فرما کر جملہ مرحومین خصوصاً مرزا محمد اکبر ابن مرزا محمد شفیع کی روح کو ایصال فرمائیں۔

محمد عالم: نکّر پرنٹنگ اینڈ بائنڈنگ سینٹر

حسین آباد، لکھنؤ